مولانا الطاف حسین حالؔی

(حالاتِ زندگی)

خواجہ الطاف حسین حالؔی ۱۸۳۷ء میں خواجہ ایزد بخش کے ہاں پانی پت میں پیدا ہوئے۔ نو برس کی عمر میں یتیم ہو گئے۔ سید جعفر علی سے فارسی اور حاجی محمد ابراہیم سے عربی کی تعلیم حاصل کی۔ پھر دہلی آ کر غالب کے شاگرد ہوئے۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے کے بعد لاہور کے سرکاری بک ڈپو میں ملازمت اختیار کر لی۔ چار برس لاہور میں گزارنے کے بعد دہلی چلے گئے اور اینگلو عربک سکول میں مدرس ہو گئے۔

حالؔی، سرسید احمد خاں کے نامور رفقاء میں سے ہیں۔ انھوں نے اُردو نظم و نثر میں بڑا امتیاز حاصل کیا۔ نثر میں مقدمہ شعر و شاعری اور تین بلند پایہ سوانح عمریاں لکھ کر اور شاعری میں مسدس کے علاوہ غزل گوئی کو نئے راستے پر لگا کر اُردو ادب میں بیش بہا اضافہ کیا...... لاہور میں جدید نظم کی جو تحریک اُٹھی اس کے بانیوں میں حالؔی بھی ہیں۔

غزل گوئی میں غالبؔ اور نواب مصطفیٰ خاں شیفتہؔ سے بھی اثر قبول کیا۔ ان کی غزلیں نئے اور پرانے دونوں طرز کا اظہار ہیں۔ انھوں نے نئی غزلوں میں پرانی غزل گوئی کی قابلِ اصلاح رسموں کو ترک کیا۔

حالؔی نے سب سے پہلے نیچرل شاعری کا نعرہ لگایا۔ جس کا مطلب ایسی شاعری تھا جو مبالغہ اور جھوٹ سے پاک حقیقت پر مبنی ہو اور شاعری کے مضامین ہماری روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے واقعات سے متعلق ہوں۔ ایسی شاعری کے لیے سادہ خیالات، الفاظ و بیان لازمی ہے۔ مضمون کی بندش چُست اور کلام جوش و ولولہ سے بھرپور ہو۔ مولانا حالؔی نے نیچرل شاعری کا نہ صرف نعرہ لگایا بلکہ اس پر عمل کر کے دکھایا۔ اس لیے ان کا اکثر کلام نیچرل شاعری کا بہترین نمونہ ہے۔

حالؔی کی غزل میں حقیقت اور جذبات کی سچائی پائی جاتی ہے اور اس پر انھوں نے ''مقدمہ شعر و شاعری'' میں بھی زور دیا ہے۔ حقیقت سے مراد وہ سچائیاں ہیں جو انسانی عقل و تجربہ سے ثابت شدہ ہوں یا جو انسانی فطرت اور مزاج کے مطابق ہوں۔ اسی وجہ سے وہ اپنے کلام میں خیال آرائی اور بیان کی آرائش سے بچنے کا خاص خیال رکھتے ہیں۔

حالؔی نے سب سے پہلے قومی اور اخلاقی شاعری کی بنیاد رکھی اور اپنے کلام سے ہندوستان کے سوئے ہوئے مسلمانوں کو بیدار کیا، اُن میں جذبہ حب الوطنی پیدا کیا اور آزادی کی روح پھونکی۔ حالؔی کی غزل میں خلوص، سادگی، سچائی، مٹھاس، تہذیب اور شرافت ہر جگہ نمایاں ہے۔ ۱۹۰۴ء میں ان کی علمی قابلیت اور خدمات کے عوض ''شمس العلماء'' کا خطاب ملا۔ ۱۹۱۴ء میں پانی پت میں وفات پائی۔

مسلمانوں کا تابناک ماضی

(مولانا الطاف حسین حالی)

مقاصدِ تدریس

- طلبہ کو مسلمانوں کے شاندار ماضی سے روشناس کرانا۔
- طلبہ کو حالی کی شعری عظمت سے متعارف کرانا۔
- طلبہ کو حالی کے عہد میں اُردو نظم کے ارتقاء سے آشنا کرانا۔

الفاظ و تراکیب

گھٹا	بطحا	جویا	طبق	کوہ بیضا
بیت حمرا	ٹیکس	میکدہ	گھاٹ	گمشدہ لال

گھٹا اِک پہاڑوں سے بطحا کے اُٹھی
پڑی چار سو یک بیک دھوم جس کی
کڑک اور دمک دُور دُور اس کی پہنچی
جو ٹیکس پہ گرجی تو گنگا پہ برسی
رہے اس سے محروم آبی نہ خاکی
ہری ہو گئی ساری کھیتی خدا کی

لیے علم و فن اِن سے نصرانیوں نے
کیا کسبِ اِخلاق روحانیوں نے
ادب اِن سے سیکھا صفاہانیوں نے
کہا بڑھ کے لبیک یزدانیوں نے
ہر اِک دل سے رشتہ جہالت کا توڑا
کوئی گھر نہ دنیا میں تاریک چھوڑا

ہر اِک میکدے سے بھرا جا کے ساغر
ہر اِک گھاٹ سے آئے سیراب ہو کر
گرے مثل پروانہ ہر روشنی پر
گرہ میں لیا باندھ حکم پیمبر
کہ حکمت کو اِک گم شدہ لال سمجھو
جہاں پاؤ اپنا اِسے مال سمجھو

ہر اِک علم کے، فن کے جویا ہوئے وہ
ہر اِک کام میں سب سے بالا ہوئے وہ
فلاحت میں بے مثل و یکتا ہوئے وہ
سیاحت میں مشہور دنیا ہوئے وہ
ہر اِک ملک میں اِن کی پھیلی عمارات
ہر اِک قوم نے اِن سے سیکھی تجارت

نہیں اس طبق پر کوئی براعظم نہ ہوں جس میں اِن کی عمارات محکم
عرب، ہند، مصر، اُندلس، شام، دیلم بناؤں سے ہیں اِن کی معمور عالم
سرکوہ آدم سے تاکوہ بیضا
جہاں جاؤ گے کھوج پاؤ گے اِن کا
ہوا اُندلس اِن سے گلزار یکسر جہاں اِن کے آثار باقی ہیں اکثر
جو چاہے کوئی دیکھ لے آج جاکر یہ ہے بیت حمرا کی گویا زباں پر
کہ تھے آل عدنان سے میرے بانی
عرب کی ہوں میں اس زمین پر نشانی
سمرقند سے اُندلس تک سراسر اِنہی کی رصد گاہیں تھیں جلوہ گستر
سوادِ مراغہ میں اور قادسیوں پر زمین سے صدا آرہی ہے برابر
کہ جن کی رصد کے یہ باقی نشاں ہیں
وہ اسلامیوں کے منجم کہاں ہیں

(مسدسِ حالی)

مشق

۱) ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

الف) شاعر کے مطابق خدا کی ساری کھیتی کیسے ہری ہوگئی؟
ب) مسلمانوں کے علم وفن کے دنیا پر کیا اثرات مرتب ہوئے؟
ج) مسلمان علم وفن کو اپنا گمشدہ مال کیوں سمجھتے تھے؟
د) شاعر کے مطابق ماضی میں مسلمانوں کی عظمت کے کیا آثار نظر آتے ہیں؟
ہ) شاعر نے جلوہ گستر کو کن معنوں میں استعمال کیا ہے؟
و) مسلمانوں کی رصدگاہیں کہاں کہاں موجود تھیں؟
ز) مسلمانوں سے اخلاق کس کس قوم نے سیکھا؟
ح) مختلف اقوام نے مسلمانوں سے تجارت کیوں کر سیکھی؟

۲) ذیل مصرعوں کی مختصر وضاحت کریں۔

الف) گھٹا اِک پہاڑوں سے بطحا کے اُٹھی

ب) سرکوہ آدم سے تا کوہ بیضا

ج) یہ ہے بیت حمرا کی گویا زبان پر

د) کہ تھے آل عدنان سے میرے بانی

ہ) رہے اِس سے محروم آبی نہ خاکی

و) اِنہی کی رصدگاہیں تھی جلوہ گستر

۳) نظم ''مسلمانوں کا تابناک ماضی'' کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کی ماضی کی تاریخ پر ایک مختصر مضمون تحریر کریں۔

۴) شاعر موجودہ دور کے مسلمانوں کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

۵) چوتھے بند کی تشریح کریں۔

۶) اُردو نظم گوئی میں الطاف حسین حالؔی کے مقام سے آگاہ کریں۔

رباعی

رباعی عربی کے لفظ ''ربع'' سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی ''چار'' کے ہیں۔ اصطلاح میں رباعی شاعری کی اس صنف کو کہا جاتا ہے جو چار مصرعوں پر مشتمل ہو اور ان چار مصرعوں میں صرف ایک ہی مضمون کا بیان ہو۔ رباعی کا قدیم نام ''ترانہ'' ہے۔ تیسری صدی میں اس کو گانے کے لیے لکھا جاتا تھا اور اسے ''دوبیتی'' بھی کہتے تھے۔

سرگرمیاں

۱) اساتذہ کرام طلبہ سے نظم میں موجود حسنِ بیان کی صفتوں کی نشاندہی کرائیں۔

۲) الطاف حسین حالی کی کوئی اور نظم بھی سنوائیں۔

اشاراتِ سبق

۱) اساتذہ کرام طلبہ کو الطاف حسین حالؔی کی اُردو ادب کے لیے خدمات پر ایک سیر حاصل لیکچر دیں۔

۲) الطاف حسین حالؔی کی شعری اور فنی محاسن کی وضاحت کریں۔